مارچ 2023ء

ماہنامہ

سبقِ پھر پڑھ

لاہور

بیاد

بابائے خلافت، چودھری رحمت علی مرحوم رحمۃ اللہ علیہ

مدیرِ مسئول

ال عمران چوہدری

دار السّلام

تمام مسلم ممالک کو ملا کر کُرّۂ ارض پر معرضِ وجود
میں آنے والی عظیم تر اسلامی مملکتِ واحدہ کا نام

الخلافۃ
تحریک عظمت اسلام

لٹریچر دستیاب ہے (بالکل فری)

آپ اپنی تعلیم، پیشہ اور دنیا میں دینِ حق کو سر بلند کرنے میں آپ کی تڑپ کے متعلق ایک مختصر جملہ بھیج کر درج ذیل لٹریچر مفت حاصل کر سکتے ہیں۔ خرچہ ڈاک بھی بذمہ ادارہ ہوگا۔

نام	صفحات
1- اسلام پر کیا گزری	16
2- نظامِ خلافت ہی کیوں؟	16
3- ہماری سمت درست نہیں	16
4- خلافت، فیوض و برکات	08
5- ہمارا تعارف اور ہدف	04
نوٹ:	
1- ان پمفلٹس کا صرف ایک سیٹ منگوا سکتے ہیں۔	
2- پتہ صاف ستھرا اور واضح لکھیں تا کہ ڈاک کا مسئلہ نہ ہو۔	
3- خود بغور پڑھیں اور آگے کسی دوسرے کے حوالے کریں۔	
4- طلبا و طالبات کو ترجیح دی جائے گی۔	

ملنے کا پتہ: دارالسلام (4 - B / 29) واپڈا ٹاؤن لاہور موبائل: 8425428 - 0300

منزل سے آگے بڑھ کر منزل تلاش کر
مل جائے تجھ کو دریا تو سمندر تلاش کر

سجدوں سے تیرے کیا ہوا صدیاں گزر گئیں
دنیا تیری بدل دے وہ سجدہ تلاش کر

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

بلّغ

مَآ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ

مُدیر
چودھری رحمت علی مرحوم بابائے خلافت

نوٹ

1- عطیات وواجبات بینک الحبیب لمیٹڈ کی برانچ واپڈا ٹاؤن، لاہور کے اکاؤنٹ نمبر 101-01-4 0040-0081-000 میں جمع کروائیں۔

2- ''سبق پھر پڑھ'' کی مطلوبہ کاپیاں خرید کر آپ اپنے ہاں مفت یا قیمتاً تقسیم کر کے اشاعتِ دین کے فرضِ منصبی سے عہدہ براء ہو سکتے ہیں۔

3- ادارہ کا مضمون نگار سے کلی طور پر اتفاق ضروری نہیں۔

زرِ تعاون

فی شمارہ :- 30/- روپے
سالانہ :- 300/- روپے

بیرون پاکستان منگوانے کے خواہشمند حضرات علیحدہ رابطہ کریں۔

اے اللہ! ہمیں وہی کام کرنے کی توفیق عطا فرما جو مسلمانانِ عالم کو دنیا میں بالا کر دیں، جو تیرے دین کو غالب کر دیں

سبقِ پھر پڑھ

ماہنامہ لاہور۔پاکستان

جلد:31 شمارہ 03 شعبان۔رمضان 1444ھ مارچ 2023ء

اس شمارے میں

☆ اداریہ: ایاک نعبد وایاک نستعین ---------- 04
☆ ہماری مشکلات اوران کا حل ---------- 09
☆ بدعنوانی کا سرچشمہ: سیکولر جمہوریت ---------- 19
☆ ہماری دعوت کیا ہونی چاہیے ---------- 23

مقامِ اشاعت
چودھری ال عمران پبلشر نے میٹرو پرنٹرز سے چھپوا کر دارالسلام، واپڈا ٹاؤن، لاہور سے شائع کیا

CPL NO. 91

CPL NO. 91

ایاک نعبد و ایاک نستعین

اداریہ / ڈاکٹر نجم الدین

یہ سورۃ فاتحہ کی چوتھی آیتِ مبارکہ ہے‘ اور چار الفاظ پر مشتمل ہے۔ اس آیتِ مبارکہ میں انسان کی زندگی کا مقصد بتایا گیا ہے۔ جس میں ’’ایاک‘‘ کے الفاظ میں تخصیص پائی جاتی ہے۔ اس آیت میں ہم اللہ رب العزت سے یہ اقرار اور اظہار کرتے ہیں کہ ہم تو صرف اور صرف آپ کی ’’عبادت‘‘ (حاکمیت‘ دین قائم) کرنا چاہتے ہیں‘ ہماری استعانت (ہمت‘ توفیق اور طاقت عنایت) فرمائیں۔

قرآن کا موضوع: قرآن کا بنیادی موضوع ہی عبادتِ الٰہی: (مقصدِ تخلیقِ انسانیت)۔ اللہ فرماتے ہیں: **وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون 〈الذاریات،۵۶〉۔ ﴿ یا ایھا الناس اعبدواربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون ﴾〈البقرۃ:۲۱〉۔** ترجمہ: ’’اے بنی نوع انسان اپنے رب العزت کی ’’عبادت‘‘ (حاکمیت، دین قائم) کرو‘ جنہوں نے تمہیں پیدا کیا ہے اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا ہے تاکہ تم نجات پاؤ۔

تجربہ دو کرداروں کا: انسان کے اسی عبادت الٰہیہ کے حق کو ادا کرنے کے لیے اللہ نے ایک تجربہ کیا جسے جنت میں دو کرداروں کا تجربہ کہہ سکتے ہیں۔ کردار آدم و حوا اور ابلیس تھا۔ ’’آزمائش‘‘ درخت کے پھل کی ممانعت تھی اور حکم تھا کہ جنت میں جہاں مرضی رہیں جو مرضی کھائیں پیئیں لیکن چند قواعد کی پابندی کریں۔

قواعد و ضوابط:

۱۔ فلاں درخت کے پاس نہ جائیں۔

۲۔ابلیس تمہارا دشمن ہے اس کو دشمن سمجھ کر رہیں۔

۳۔اللہ کا حکم نہ ماننے کی صورت میں اللہ کی حفاظت سے محروم ہو جاؤ گے۔ پھر تکلیف میں پڑ جاؤ گے۔

مشاہدہ:

۱۔شیطان نے دھوکہ دے کر پھسلا دیا کہ اس کا پھل کھاؤ گے تو ابدی زندگی پاؤ گے۔لازوال حکومت اور سلطنت ملے گی۔

۲۔آدم اور حوا دھوکے میں آ گئے اور پھل کھا لیا۔دونوں کے ستر کھل گئے اور جنت کا لباس اتر گیا۔

نتیجہ:

۱۔آدم اور حوا دھوکے میں آ کر رب کی نافرمانی کر بیٹھے اور راہ راست سے بھٹک گئے۔

۲۔اللہ نے راہنمائی کی تو انہوں نے توبہ کر لی اور راہ راست پر آ گئے۔

چند حقائق:

۱۔انسان کے اندر شرم وحیا کا جذبہ ایک فطری جذبہ ہے شیطان انسان کو سیدھی راہ سے بھٹکانے کے لیے شرم وحیا پر ضرب لگاتا ہے۔

۲۔انسان کی یہ بھی فطرت ہے کہ وہ دھوکہ کھاتا ہے اور انسان کے اندر عزم کی ناپختگی پائی جاتی ہے۔

۳۔انسان کے اندر لالچ حرص وہوس اور حکمرانی کرنے کی پیاس موجود ہے۔

۴۔انسان نے شیطان کی طرح تکبر نہ کیا بلکہ غلطی مانتے ہوئے توبہ کر لی۔

انسان کو انعامات سے نوازا:

پہلا انعام: انسان کا تقرر بطور ''خلیفہ'' (البقرۃ: ۳۰) اور مقصد زندگی کا علم عنایت فرمایا (الاعراف: ۱۷۱تا۱۷۷)۔اور یہ ہدایت کی کہ دشمن (ابلیس) نے پہلے تمہیں جنت سے نکلوا

کر دنیا کی مصیبت میں ڈال دیا ہے اب دنیا میں جا رہے ہو اب وہاں دشمن (ابلیس) سے دھوکہ کھا کر کسی دوسری مصیبت (جہنم کی) میں نہ پڑ جانا۔

دوسرا انعام: ضروریات زندگی کا علم اور اختیارات، زندگی کے تمام شعبہ جات کا علم اور ضروریات زندگی کا بندوبست بھی کیا اور زمین و آسمان کو مسخر کر دیا اور تمام محکموں کے کارندوں کو حکم دیا کہ انسان کی تمام ضروریات زندگی کو پورا کیا جائے۔ اور مقصد زندگی کے کام کو کرنے کے لئے تمام اختیارات دے کر زمین پر بسایا۔ (البقرۃ: ۳۱، ۳۴۔ الاعراف: ۱۰)۔

عبادت کیا ہے؟

(انسان کا مقصدِ تخلیق) اگر انسان کا قانون، نظام، دین خالق انسانیت کے عطا کردہ قرآن پر مبنی ہو تو دین اسلام کی اصطلاح میں اس کو خلافت کہتے ہیں۔ انسان بحیثیت خلیفہ اللہ کا دین، قرآن (بطور آئین) زندگی میں قائم کر کے اپنی زندگی گزارے گا یعنی اپنی مرضی سے یا اپنا قانون بنا کر نہیں گزارے گا یہی خلیفہ کا اصل مقصد ہے۔ اسی بات کو اللہ نے بیان کیا ہے:

﴿واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظھورھم ذریتھم واشھدھم علی انفسھم الست بربکم قالوا بلی شھدنا ان تقولوا یوم القیامۃ انا کنا عن ھذا غفلین﴾ 〈الاعراف:۱۷۱ تا ۱۷۲〉۔

''عبادت'' (مقصدِ تخلیق) کو سمجھانے کا انداز، حوالہ کے لیے دیکھیں (سورہ کہف آیت نمبر ۵۴) اب دیکھنا یہ ہے کہ اللہ نے کن طریقوں سے انسان کے مقصد تخلیق کو سمجھانے کی کوشش کی۔ اللہ نے تین مختلف انداز میں انسان کو سمجھانے کی کوشش کی ہے۔

۱۔ منصب خلافت:

اللہ نے تمام مخلوق کو اکٹھا کیا اور بڑی شاہانہ تقریب کا بندوبست کیا اور اعلان فرمایا، انی جاعل فی الارض خلیفہ (البقرۃ: ۳۰)۔ خلیفہ کا مطلب عربی زبان میں بہت سے معنی میں استعمال

ہوتا ہے لیکن یہاں خلیفہ کا مطلب ہے کہ انسان اپنی زندگی کو اپنی مرضی کے مطابق نہیں گزار سکتا بلکہ اپنے اللہ کے دیے ہوئے قرآن (دین وشریعت) کے مطابق زندگی گزارنے کا پابند ہے۔اور فرمایا کہ "ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ مقرر کیا ہے جو کوئی کفر (خلافت کا انکار) کرے گا' اس کے کفر کا وبال اسی پر ہوگا۔(الفاطر:۳۹۔الانعام:۱۱۵)۔اور اگر میرے قرآن کے مطابق زندگی گزارو گے تو مسائل رنج وغم سے نجات پاؤ گے (الاعراف:۳'۱۰۔البقرۃ:۳۸،۳۹۔طہٰ:۱۲۳،۱۲۴)۔

۲۔اقامتِ دین!

اللہ رب العزت نے فرمایا: "﴿ان الدین عندالله الاسلام﴾ **بے شک اللہ کے نزدیک دین اسلام ہے" 〈آل عمران:۱۹〉**۔اللہ انسان سے صرف اس صورت میں خوش ہیں کہ انسانوں کا دین صرف اسلام ہو' خالص دین کو قائم کر کے یکسوئی کے ساتھ اللہ کی عبادت کرو یہی اللہ کا حق ہے۔اللہ نے انسان کا دین صرف اور صرف اسلام بتایا ہے یعنی وہ دین جو امن وسلامتی کا ضامن ہے اور یہ بھی فرمایا کہ تمہیں موت نہ آئے جب تک دین تمہارا اسلام نہ ہو۔(البقرۃ:۱۳۲۔آل عمران:۸۳،۱۰۲۔المائدہ:۳۔الجاثیہ:۱۸)۔

۳۔اقامتِ کتاب!

تیسرے انداز میں سمجھایا کہ انسان کے مقصد زندگی کو اللہ کے احکامات کے مجموعے یعنی کتاب (قرآن) کی شکل میں نازل فرمایا۔اور اس کتاب کی اقامت کو بھی انسان کی زندگی کا مقصد قرار دیا گیا۔(المائدہ: ۴۴، ۴۵ ،۴۷،۶۶،۶۸۔الزخرف:۴۴،۴۷۔الاعراف:۱۷۰ تا ۱۷۹)۔(بنی اسرائیل:۹) قال اللہ: **﴿الحمدلله الذی انزل علی عبده الکتب ولم یجعل له عوجا۔قیما لینذر باسا شدیدا من لدنه ویبشر المومنین الذین یعملون الصلحت ان لهم اجرا حسنا﴾۔ 〈الکهف:۱،۲〉**۔ "تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جنہوں نے اپنے بندے پر یہ کتاب نازل کی اور اس کے قیام میں کوئی کجی نہیں رکھی تا کہ اللہ کا بندہ عذاب سے لوگوں کو ڈرائے اور بشارت دے

ان مومنین کو جو اس کتاب کو قائم کرنے کے لیے اعمال صالح کریں کہ ان کے لیے احسن اجر ہے ۔یعنی قرآن کا قائم کرنا انسان کی زندگی میں کوئی مشکل کام نہیں ہے بلکہ بہت آسان ہے۔ جو لوگ قرآن کو قائم کریں گے ان کو جنت کی شکل میں احسن اجر (انعام) ملے گا جو منکر ہوں گے وہ جہنم میں پھینک دیے جائیں گے۔

خلافت ہی عبادت ہے:

ملا حظہ فرمائیں :(البقرۃ:،۲۱۔الملک:۲۔ الانعام:۱۵۹تا ۱۶۴۔الفاطر:۶۰۔ الاعراف:۳۰۔الجاثیہ:۱۸۔الصّف:۹)۔اور مزید ملاحظہ فرمائیں سورۃ البینہ اور سورۃ والتین ۔

ترجمہ! ''یا اللہ رب العزت' ہم آپ کی عبادت (حاکمیت' دین کو قائم) کرنا چاہتے ہیں' آپ ہماری استعانت (ہمت' توفیق اور طاقت عنایت) فرمائیں۔

اہم اعلان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محترم قارئین کرام! آپ احباب کو انتہائی مسرت کے ساتھ خوش خبری دی جاتی ہے کہ تحریک کے امیر ڈاکٹر نجم الدین صاحب کی تحریر کردہ تفسیر و ترجمہ ''البرہان القرآن'' اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے چھپ چکا ہے اور تحریک کے دفتر بمقام 29 B4 /' واپڈا ٹاؤن' لاہور میں موجود ہے جو حضرات خریدنا چاہیں وہ رابطہ کریں۔شکریہ!

رابطہ نمبران: 7339377 - 0301، 8425428 - 0300

خلافت' ہمارے جملہ مسائل کا حل

(یہ تحریر چودھری رحمت علی مرحوم 'بابائے خلافت' کی تصنیف کردہ کتاب ''خلافت' ہمارے جملہ مسائل کا حل'' سے لی گئی ہے۔ کتاب چونکہ تقریباً 125 صفحات پر مشتمل ہے اور ایک انتہائی قیمتی تحریر ہے لہٰذا اس کو مرحلہ وار ماہنامہ ''سبق پھر پڑھ'' میں شائع کیا جارہا ہے۔ ملاحظہ ہو قسط نمبر 8)

ہماری مشکلات اور ان کا حل

باب پنجم...... چودھری رحمت علی مرحوم

باہم دگر:

دنیا میں مسلمان ہی انسانوں کا وہ گروہ ہے جو ایک اللہ اور ایک کتاب کو مانتا ہے پاکستان کے کسی دور افتادہ گاؤں میں نماز پڑھیں یا الجزائر کے کسی قصبہ میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے تو ایک ہی طرز کی مسجد' ایک ہی ڈھنگ کا وضو' ایک ہی طرح کے امیر کی امامت' ایک ہی کتاب سے تلاوت' ایک ہی طرح کی صفیں' ایک ہی رسول کی سنت اور ایک ہی طرف سب کا رخ۔ یہی نہیں بلکہ تمام کے ذمہ ایک ہی ضابطہ حیات کی پابندی اور ایک ہی طرح کی بود و باش۔

کبھی ایک وقت تھا کہ ان کی سوچ ان کی لگن اور ان کا مقصدِ حیات بھی ایک تھا۔ ان کی تگ و دو اور جدوجہد کا ہدف و منتہٰی بھی ایک تھا۔ دنیا کے دور دراز خطوں میں رہتے ہوئے' طرح طرح کا لباس پہننے کے باوجود اور ہزاروں زبانیں بولنے کے علی الرغم یہ سب ایک تھے۔ ایک ہی دیوار کی مختلف اینٹیں اور ایک ہی جسم کے مختلف حصے۔ رنگ و نسل مختلف لیکن سب بھائی بھائی اور ایک رشتہ اخوت میں منسلک۔ ان کا دکھ درد سانجھا تھا۔ ایک کا دشمن تمام کا دشمن اور ایک کا دوست تمام کا دوست تھا بلکہ ان کی دوستی اور دشمنی تھی ہی اللہ کے لئے۔

یہ وہی وقت تھا جب ان تمام کا سربراہ ایک تھا' جب یہ بنیان مرصوص کی مانند تھے۔ جب خلافت قائم تھی اور یہ مغرب و مشرق کے تمام باسی ایک ہی مملکت کے باشندے تھے۔ کوئی کسریٰ کے خلاف لڑ رہا تھا تو کوئی قیصر کے خلاف لیکن سب کا کنٹرول روم مدینہ منورہ میں۔ یہی وہ وقت تھا جب اسلام غالب تھا اور اسلام والے ''الاعلون" تھے۔ یہی وہ وقت تھا جب ہزاروں مربع میل رقبہ ہر روز ان کی مملکت کا حصہ بنتا تھا۔ جب مشرق و مغرب کے خزانوں نے اپنے منہ ان کی طرف کھول دیئے تھے۔ دنیا کے ستائے ہوئے اور اپنوں سے زخم کھائے ہوئے جب اَز خود ان کی طرف لپکتے اور ان کی پناہ میں آ کر عافیت پاتے تھے۔ یہ دور تھوڑے عرصے پر محیط رہا لیکن آج تک اس کی مہک فضائے بسیط میں محسوس کی جا رہی ہے۔ اسی دور کی چمک آج بھی لاکھوں کروڑوں سینوں کو گدگدا رہی ہے۔ اے کاش! ایسا دور قدرے اور لمبے عرصے پر محیط ہوتا' اگر ایسا ہوتا تو یقیناً آج کی دنیا بلکہ رہتی دنیا تک کا نقشہ یکسر مختلف ہوتا۔

یہ دور کب اختتام پذیر ہوا؟ یہ بہاریں اور ادائیں کب انجام کو پہنچیں؟ ٹھیک اسی وقت جب خلافت کی بساط لپیٹ دی گئی اور ملوکیت نے ڈیرے آ جمائے۔ ''سید القوم خادمھم'' کی طرح کے لوگ اکثر و بیشتر چل بسے' دستوریت' جمہوریت بلکہ لاقانونیت کے دلدادہ مسلمانوں پر مسلط ہو گئے۔ عین اسی وقت سے امتِ مسلمہ کا آفتاب عروج نصف النہار سے نیچے لڑھکنے لگا۔ فتوحات ایک عرصہ تک بعد میں بھی جاری رہیں۔ اللہ کے راستے میں جانیں لڑانے والوں کا بعد میں بھی غلبہ رہا۔ "ہر مُلک مِلکِ ماست کہ مِلکِ خدائے ماست" کی بازگشت بعد میں بھی سنی جاتی رہی۔ فقہاء و محدثین کے جوہر بعد میں بھی عیاں ہوتے رہے لیکن یہ تمام ثمرہ تھا اس شجر کا جو دورِ رسالت میں لگایا گیا اور جس کی پرورش دورِ خلافتِ راشدہ میں ہوئی۔ یہ راشدہ اور غیر راشدہ کی تقسیم اور اندوہناک تبدیلی کو امت نے ٹھنڈے پیٹوں برداشت نہ کیا۔ معرکہ ہائے جمل و صفین اسی موڑ پر ہوئے۔ کربلا کی خاک اسی دورانئے میں خون آلود ہوئی۔ اور کوئی ہوتا تو شاید یہ کڑوی گولی چار و ناچار نگل جاتا لیکن نواسہ رسولؐ جس نے براہ راست اللہ کے رسول علیہ السلام کی گود میں پرورش

پائی تھی کیسے ایسی تبدیلی کو برداشت کر جاتے جس کے اثرات تا قیامت مرتب ہونے والے تھے؟ خانوادہ رسول کے چھوٹے بڑوں نے کٹ مرنا بہتر سمجھا لیکن ایک لمحہ بھی ملوکیت کے زیر اثر رہنا پسند نہ کیا۔ کرتے بھی کیسے؟ تبدیلی کوئی معمولی نہ تھی۔ کہاں اس دنیا میں اللہ کی حاکمیت کا نظام اور کہاں چند انسانوں کی اپنے جیسے کروڑوں اربوں انسانوں پر من مانی کی حکمرانی۔ ملوکیت کے زیر اثر پروردہ بعض مسلمانوں نے حضرت حسینؓ کی اس عظیم جدوجہد اور قربانی کو بھی ہوس ملک گیری تک گردانے سے گریز نہ کیا تاہم بعد کے ایک ایک مرحلے نے مہر تصدیق ثبت کی کہ ان کی یہ قربانی نہ صرف عظیم تھی بلکہ اُس وقت کی اہم ضرورت تھی۔

وقت کے اس موڑ پر اگر نواسہ رسولؐ کامیاب ہو جاتے تو یقیناً خلافت کا نیا بتی طرزِ حکومت مزید مستحکم ہو جاتا۔ راشدہ اور غیر راشدہ جیسی تقسیم کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔ نظام عدل وقسط انسانیت کا مقدر ہو جاتا۔ خاندانی وجاہتوں کو موقع نہ ملتا۔ ولی عہدوں کی فوج ظفر موج کی ضرورت نہ پڑتی۔ خادموں' لونڈیوں اور خواجہ سراؤں کے ادوار نہ آتے اور اغیار کو امتِ مسلمہ میں رخنے ڈالنے کی سہولت ہی میسر نہ آتی۔

شومئی قسمت ملوکیت کو دندنانے کا موقع مل گیا۔ ملوکیت سے ملوکیتیں' ملوکیتوں سے طوائف الملوکی' طوائف الملوکی سے غلامی اور غلامی سے ریموٹ کنٹرول مریدی جو اس وقت پوری امت کو شکنجے میں جکڑے ہوئے ہے کی نوبت آ گئی۔ ایک امیر' ایک امت' ایک مملکت والی بات جاتی رہی۔ اب کوئی عراق کوئی ایران' کوئی مصر تو کوئی شام۔ درجنوں سربراہ اسلامی دنیا کو چھوٹے چھوٹے خطوں میں تقسیم کر کے ایک دوسرے کو زیر کرنے (Leg Pulling) کے محبوب مشغلے میں مصروف ہو گئے۔ ان میں سے ہر ایک اپنی نمبرداری کو قائم رکھنے کے لئے کسی نہ کسی کافر طاقت کا دم چھلا۔ آپس میں بیر، اغیار سے پیار نہ کوئی پلاننگ نہ کوئی منصوبہ بندی۔ جب تک کسی سپر طاقت کی پشت پناہی حاصل' عیاشی ان کا مسلک' کروفران کی نمود اور اپنے عوام کی سوچ پر پہرے بٹھانا ان کی حکمت عملی۔ بچ بچاؤ کی ضرورت پڑے تو دے دیا اپنے آپ کو کسی نہ کسی

سپر طاقت کی پناہ میں۔

یہ سپر طاقتیں بھی کوئی کچی گولی نہیں کھیلی ہوئیں۔ انہوں نے حیلے بہانے مسلمانوں کے جملہ وسائل پر قبضہ کر رکھا ہے۔ جس مسلمان سربراہ کو ذرا ڈاؤن کرنا ہو دوسرے سے اسے بھڑا دیتی ہیں۔ ذرا بھنک پڑ جائے کہ فلاں مسلم ملک میں قدرے جان پڑ رہی ہے اسے سبق سکھانے اور واپس نیچے والی جگہ پر لانے کے لئے تن من دھن کی بازی لگا دیتی ہیں تا کہ کسی خطرے کا کوئی موقع ہی نہ رہے۔

ظاہر ہے خلافت قائم رہتی تو دنیا میں یہ جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری معرضِ وجود میں آتی ہی نہ۔ آج بھی اگر خلافت وجود میں آجائے تو یہ جھوٹے سازوں کے مداری پھر جزیہ ادا کرتے ہوئے مسلمانوں کی پناہ ڈھونڈتے پھریں۔ آجائے ان کے دماغوں میں یہ چھوٹی سی بات کہ سپر طاقت تو پوری کائنات میں صرف ایک ہی ہے۔ وحدہ لاشریک' لایزال ولا جواب۔

خونِ مسلم کی ارزانی:

فلسطین ہو یا بیروت' کشمیر ہو یا افغانستان' اریٹریا ہو یا منڈاناؤ' کویت ہو یا ایران خون بہ رہا ہے تو مسلمان کا اور ویرانی ہو رہی ہے تو مسلمان کے گھر کی۔ خلافت قائم ہوتی تو کیا یوں ہوتی ارزانی خونِ مسلم کی؟ خلافت قائم ہوتی تو مسلم دنیا کی تو کیا کسی غیر مسلم خطے میں بھی خون انسان کی یوں بے قدری نہ ہوتی۔ ملاحظہ ہو قرآن:

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ط اِعْدِلُوْا قف هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ز وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ o (المائدہ:8)

"کسی گروہ کی دشمنی تمہیں اتنا مشتعل نہ کر دے کہ انصاف سے پھر جاؤ۔ عدل کرو یہ خدا ترسی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔ اللہ سے ڈر کر کام کرتے رہو۔ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔"

آج سفارتی مہمات چلائی جا رہی ہیں (یہ تحریر 1990ء کی ہے) کہ کشمیر کے بارے

میں دوسرے اسلامی ممالک پاکستان کا ساتھ دیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر خلافت قائم ہوتی تو کیا ان مہمات میں وقت اور سرمایہ ضائع کرنے کی ضرورت پڑتی؟ کیا کشمیر کا مسئلہ صرف پاکستان کا مسئلہ ہوتا؟ خلافت قائم ہوتی تو اول تو یہ مسئلہ پیدا ہونے کی نوبت ہی نہ آتی لیکن اگر آ بھی جاتی تو یہ امتِ مسلمہ کا مسئلہ ہوتا نہ کہ صرف پاکستان کا۔ پھر یہ بھی سو فیصد درست کہ جب یہ امتِ مسلمہ کا مسئلہ ہوتا تو چند گھنٹوں سے آگے بڑھتا بھی نہ۔

خلافت کے بغیر تو ہمارا جہاد تک بے جان و غیر موثر ہے۔ افغانستان کی مثال ابھی تازہ ہے افغانیوں نے بے پناہ قربانیاں دیں۔ یہ قربانیاں رنگ بھی لائیں۔ ایک سپر طاقت کو دم دبا کر بھاگنا پڑا لیکن افغانستان کا مسئلہ کیا حل ہوگیا؟ نہیں' تو آخر کیوں؟ محض اس لئے کہ بدوں خلافت یہ بھی ایک آمیزش شدہ (Adulterated) کوشش تھی یعنی جانیں تو کام آرہی تھیں مسلمانوں کی لیکن اسلحہ استعمال ہو رہا تھا کافروں کا۔ کیا عمرؓ نے بھی کبھی قیصر و کسریٰ سے اسلحہ مانگ کر جہاد کیا تھا؟ آمیزش شدہ جہد و جہد کا نتیجہ یہ نکلا کہ جب امریکہ نے اپنا مطلب نکال لیا یعنی روس افغانستان سے بستر بوریا لپیٹ کر بھاگ نکلا تو امریکہ نے اپنا ہاتھ وہیں کھینچ لیا۔ اس لئے کہ اس سے اگلا قدم تو سرزمین افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام کا تھا اور دنیا میں اسلامی نظامِ حکومت کے قیام میں تو ان سپر طاقتوں کو اپنی موت نظر آتی ہے۔ ان کی تو عمریں بیت گئیں یہ منصوبہ بندی کرتے کہ کہیں کسی مسلمان سرزمین پر خلافت جڑ نہ پکڑے۔ خلیفہ و خلافت سے تو انہوں نے اپنی آئندہ نسلوں کو الرجک کر رکھا ہے۔ ایسی غلطی وہ کیوں کریں؟ تاہم خونِ مسلم کی ارزانی کا وہ عالم کہ ریڈیو ٹیلیویژن یا اخبارات پر نظر ڈالتے ہی جو سب سے پہلے خبر نظر آئے گی وہ اکثر و بیشتر یہ کہ فلاں جگہ پر آج اتنے مسلمان (بلکہ دہشت گرد اور بنیاد پرست) مارے گئے۔ فلاں جگہ پر مسلم کے خون کی ہولی کھیلی گئی۔ فلاں ملک میں بنیاد پرستوں کی لاشوں کے ڈھیر لگ گئے۔ خواتین کی بے حرمتی کی گئی۔ بستیوں کی بستیاں جلا دی گئیں۔ کھیتیاں ویران' کنوئیں اجاڑ اور لاکھوں بے خانماں و بے سامان۔ سوال پیدا ہوتا ہے یہ مسلمان...... دنیا میں اللہ کا نمائندہ...... آخر کیوں بیچارا

ہو گیا؟ ان ماؤں کا کیا قصور جن کے ہزاروں لختِ جگر ہر روز خاک وخون میں غلطاں؟ کون ہے ذمہ دار ہر روز یتیموں اور بیواؤں کی تعداد میں اضافہ کا؟ شاید آپ ذمہ داری ڈالیں اس قتل وغارت کی ہنود و یہود پر۔ لیکن یہ ایک بھول ہے' دھوکا ہے' دل کو جھوٹی تسلی دیتا ہے۔ ہماری سوچ اس لئے ایسی ہے کہ عرصہ ہوا ہمارے ذہنوں سے خلافت کا تصور جاتا رہا ہے۔ ہم بھلا بیٹھے کہ خلافت کا دوسرا نام طاقت ہے اور طاقت بھی وہ کہ جس کی پشت پر رب کائنات کی قوت ونصرت ہوتی ہے۔ خلافت قائم ہوتی تو تھا کوئی مائی کا لال جو اسے مات کر سکتا؟ اصل میں یہ خونِ مسلم کی ارزانی ہوئی ہے ہمارے ان سربراہان مملکتوں کی وجہ سے جو خلافت کو تیاگ کر اپنی اپنی نمبرداری چمکانے کے لئے مسلم دنیا کو تقسیم کر کے علیحدہ علیحدہ خودمختار خطوں میں اپنے اپنے عوام کی گردنوں پر مسلط ہو گئے۔ پھر حیلے بہانے اور جوڑ توڑ سے یوں مسلط رہنے پر مصر ہیں۔ اللہ کے حضور خود تو ان کی گرفت ہوگی ہی لیکن یہ بدبخت اپنی اپنی قوموں کو بھی (جو حقیقت میں ایک امت تھی' لے ڈوبیں گے۔ یہی کہتا ہے قرآن:

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَ نَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۝ (الاحزاب: 68-66)

" جس روز ان کے چہرے آگ پر الٹ پلٹ کئے جائیں گے اس وقت وہ کہیں گے کہ " کاش ہم نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی ہوتی " اور کہیں گے" اے رب ہمارے ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کی اطاعت کی اور انہوں نے ہمیں راہ راست سے بے راہ کر دیا۔ اے رب ان کو دوہرا عذاب دے اور ان پر سخت لعنت کر"

مختصراً اگر جہاد کو موثر کرنا ہے اور خون مسلم کی ارزانی پر قابو پانا ہے تو اس کا وہی حل ہے جو حدیث میں یوں بیان ہوا " امام ڈھال ہوتا ہے۔ اس کی امامت میں ہی جنگ کی جانی چاہیے اور اس کے ذریعے اہل ایمان کو اپنا دفاع کرنا چاہیے۔"

مصلحانہ کوششیں غیر موثر:

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب مسلمانوں کی حالت اس حد تک بگڑ گئی کہ قرآن کریم انہیں مغلوبانہ حالت میں مومن ماننے کے لئے تیار نہیں تو کیا اس دوران مسلمانوں کی بگڑی بنانے کی کوئی کوششیں ہوئیں؟ جواب دوٹوک کہ کئی ہوئیں اور مسلسل ہو رہی ہیں۔ اس وقت بھی کون سا مسلمان ملک ہے جہاں کوئی نہ کوئی جماعت' تنظیم یا تحریک اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کے لئے کام نہیں کر رہی؟ قربانیاں دی جارہی ہیں۔ اللہ کی راہ میں مال وجان لٹانے والے لٹارہے ہیں۔ لیکن جتنا یہ سچ ہے کہ ایسی بے انداز کوششیں ہورہی ہیں اتنا ہی بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہی یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ سب محنتیں' جانفشانیاں اور قربانیاں ہیں کہ بے نتیجہ وبے سود' سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر کیوں؟ حقیقت میں اسی ''کیوں'' میں ہماری بگڑی کا علاج مضمر ہے۔ بات دو اور دو چار کی طرح واضح ہے کہ یا تو ہم بیماری کی تشخیص ہی نہیں کر پائے اور یا ہمارے طریقہ علاج میں کہیں کوئی سقم ہے۔ ظاہر ہے اگر ہماری تشخیص اور طریقہ علاج صحیح ہوتا تو کبھی تو اصلاح کا موڑ آتا اور یوں دن بدن ہماری بگڑی بگڑتی ہی نہ چلی جاتی۔ اصلاح کی کوششیں اپنی جگہ لیکن بگاڑ کی سرعت میں کمی کے کوئی آثار نظر نہیں آتے۔ ہماری پستی وگراوٹ اور بے غیرتی وبے حمیتی کی یہ حد کہ آج (یہ جنوری 1991ء کی تحریر ہے) ہماری اس سرزمین کو امریکیوں' یہودیوں' انگریزوں اور فرانسیسیوں کی افواج نے روند ڈالا ہے جس میں ''بعد از بزرگ توئی'' آرام فرمارہے ہیں۔ یہ کن کے پاؤں کے سرسراہٹ سنائی دے رہی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو؟ ان دشمنوں کی جن کے خلاف ہمیں ہمیشہ مسلح رہنے کو کہا گیا اور جن سے ہم نے صاغرون رکھتے ہوئے جزیہ وصول کرنا تھا۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کعبے کی حفاظت کے لئے دورِ نبوت میں اللہ کے رسول علیہ السلام نے کسی قیصر وکسریٰ کا سہارا لیا تھا؟ انہوں نے تو ہجرت کرتے وقت حبش جانے سے بھی گریز کیا حالانکہ وہاں کے حکمران کی ہمدردیاں مسلمانوں کے ساتھ پیدا ہو چکی تھیں اور وہاں کے وسائل وذرائع کو اسلام کی سربلندی کے لئے استعمال کیا جاسکتا تھا۔ لیکن ہادیٔ برحق نے ایسا کیوں

نہ کیا؟ مصلحت اظہر من الشمس ہے کہ اسلام اور کفر ہاتھ میں ہاتھ ملا کر چل ہی نہیں سکتے۔

یاد رہے کہ انسانی جسم ایک وحدت ہے اور جیسے کوئی بھی وحدت بغیر مرکز کے بیکار ہو جاتی ہے انسانی جسم بغیر دل کے کام نہیں کر سکتا۔ بالکل اسی طرح جس طرح نظام شمسی بغیر سورج کے اور ایک درخت بغیر جڑ کے اپنا وجود قائم نہیں رکھ سکتا جسم کے اندر دل کا نہ ہونا تو در کنار اگر یہ عضو قدرے کمزور ہی پڑ جائے تو جسم کے تمام دوسرے اعضاء کا لاغر و کمزور پڑ جانا ایک لازمی امر ہے۔ دین کے بارے میں جیسے کہ ہم نے پہلے کہا کہ یہ محض ایک فلسفہ و نظریہ ہے اگر قائم نہ ہو تو۔ لیکن جب قائم ہو جائے تو اسی کو اسلامی اصطلاح میں خلافت کہا جاتا ہے۔ تشخیص و علاج کے بارے میں ہماری غلطی بلکہ حماقت یہ ہے کہ ہم اقامتِ دین کی کوششیں تو کرتے ہیں لیکن امت کے دل یعنی خلیفہ کو خلافت پر متمکن کرنے کے تصور تک سے عاری ہو چکے ہیں۔

ان پانچ اندھوں کی طرح جنہوں نے ہاتھی کے جس حصے کو چھوا' پورے ہاتھی کو اس حصے جیسا ہی تصور کر لیا' دینِ حق کی اصلاح کے لئے ہماری جتنی بھی کوششیں ہیں' جزوی ہیں۔ کوئی پاکستان میں اسلام نافذ کرنے کی کوشش کر رہا ہے تو کوئی مصر میں۔ کوئی ایران میں اسلام کا پرچم بلند کرنے کی فکر میں ہے تو کوئی سوڈان میں۔ ظاہر ہے یہ کوششیں کتنی بھی عظیم ہوں' کبھی بارآور نہیں ہو سکتیں کیونکہ ان کی حیثیت اس سے مختلف نہیں کہ ہو تو دل خراب' لیکن کوئی معالج صرف بازو کی اصلاح کے درپے ہو تو کوئی دوسرا آنکھ یا کان کی درستگی کے۔ اندازہ کریں کیا ہوں گی ایسی معالجانہ کوششیں کبھی کامیاب؟ ہم بحیثیت امت ان معالجوں سے بھی کئی قدم آگے نکل گئے۔ ہم نے دل کو ویسے ہی جسم سے نکل باہر پھینکا ہوا ہے اور مصر ہیں کہ ادھر ادھر بکھرے اعضاء سے کام لینا ہے۔ مدت ہوئی ہم نے امت کے مرکز و محور یعنی خلیفہ کو چلتا کیا۔ بزعمِ خویش طے کر چکے ہوئے ہیں کہ نہ خلافت پھر سے بحال ہو سکتی ہے اور نہ پوری امت کا پھر ایک سربراہ ہو سکتا ہے۔ حقیقت میں احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں وہ دانشور جو اسلام کے غلبہ کے تو خواب دیکھتے ہیں لیکن تمام اسلامی ممالک کو عظیم تر اسلامی مملکت یعنی ''دارالسلام'' کے بنانے اور خلافت کی بحالی کو مشکل ہی

نہیں ناممکن سمجھتے ہیں۔حالانکہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں کہ غلبہ تو بہر حال قوت کا ہی ہوگا نہ کہ قوتوں کا اور وہ قوت جو اسلام کے غلبہ کی مظہر ہوگی' خلافت نہیں ہوگی تو کیا کسی آتش فشاں پہاڑ کے لاوے کی ہوگی؟

اصلاحی جماعتوں کی کج فہمی:

مختلف مما لک میں اس وقت جو جماعتیں اور تحریکیں مصروفِ اصلاح ہیں اکثر و بیشتر ایک عجیب تناقض اور کج فہمی کا شکار ہیں۔اسلام ایک بین الاقوامی اور آفاقی دین ہے۔لہٰذا لازمی ہے کہ جدوجہد کا دائرہ کار بھی بین الاقوامی اور آفاقی ہو۔تاہم ان جماعتوں کی منطق یہ ہے کہ پہلے اپنے اپنے ہاں یعنی جہاں بھی وہ بستے ہیں اسلام نافذ کرو اور مزید پیش رفت اسی وقت کرو جب یہ پہلا مرحلہ پایہ تکمیل کو پہنچ جائے۔بزعم خویش وہ اس کی مثال بھی بڑی مدلل دیتی ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام پہلے اپنے خاندان سے شروع کیا۔پھر اسے آہستہ آہستہ آگے بڑھایا حتیٰ کہ ایک وقت پر پورے جزیرہ عرب کو اپنی سعی کے احاطہ میں لے لیا۔

ایسی سوچ رکھتے ہوئے وہ بہر حال دو بڑی حقیقتوں سے چشم پوشی کر جاتی ہیں۔پہلی تو اس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو زیرو کی سطح سے کام کا آغاز کیا یعنی ایسا نہیں تھا کہ عرب یا دوسرے مما لک میں بگڑے ہوئے سہی' مسلمان موجود تھے جیسے کہ اس وقت بہر حال ہیں۔ دوسرے یہ کہنا بھی درست نہیں کہ جب تک ایک مرحلہ یعنی اپنے خاندان یا شہر کی اصلاح نہ ہو چکی اس وقت تک آپ دوسرے لوگوں یا علاقوں کی طرف دعوت لے کر نہ گئے۔اگر ایسا ہوتا تو شاید ابو جہل' ابولہب' ابوسفیان وغیرہ کی اصلاح پر ہی سارا عرصہ نبوت لگ جاتا۔اس کے برعکس وہ تو دعوت و تبلیغ کی جدوجہد عرب کے کون و مکان میں لے کر نکلے حتیٰ کہ ایک وقت وہ آیا کہ پورے عرب سے اکثر و بیشتر قبائل کے حلقہ اسلام میں آئے ہوئے لوگ ایک دن چل کر خود مکہ پر وارد ہوئے اور ان سردارانِ قریش کو حق کی راہ دکھائی جو ہنوز اسلام اور داعی اسلام علیہ السلام کے مخالف تھے۔ابوسفیان کو تو اس موقع پر اونچے ٹیلے پر کھڑا کر کے نظارہ کروایا گیا کہ دیکھ لو وہ حق جو تمہارے

ذریعہ بیرونی دنیا تک جانا چاہئے تھا آج بیرونی دنیا مکہ کی فضاؤں میں لے کر داخل ہو رہی ہے۔

ہم اپنی بات کو ایک عام مثال سے سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جیسے کہ ہر آدمی جانتا ہے ہمارے لاہور شہر کا ایک تو پانی کے نکاس کا مجموعی نظام ہے اور دوسرے ہر گھر کا اپنا اپنا علیحدہ انتظام۔ اب اگر لاہور کا مجموعی نظام (Overall) بند ہونے کی وجہ سے نکاسی کے عمل میں شدید رکاوٹ ہو لیکن چند نفاست پسند گھرانے اس مجموعی نظام کی درستگی کی بجائے اپنے اپنے گھروں کے نظام کو خوب سے خوب تر کرتے جائیں تو صفائی بہر حال نہیں ہوگی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اپنے اپنے گھروں کی صفائی بھی حد درجہ ضروری ہے لیکن یہ ممکن بہر حال اسی وقت ہوگی جب ان انفرادی صفائیوں کے ساتھ ساتھ مجموعی نظام کو بھی درست کیا جائے گا بلکہ مجموعی نظام کی درستگی کو اولیت دی جائے گی۔ اگر ایسا نہیں ہوگا تو لاکھ جتن کریں، اپنے اپنے انفرادی گھروں کی صفائی بھی نہیں ہو سکے گی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر ملک میں مختلف سیاسی جماعتوں کو اپنے ہاں مقدور بھر احیائے اسلام کی کوششیں کرنی چاہئیں لیکن ساتھ ساتھ اس مجموعی کوشش کو اولیت حاصل رہے جس کا مطلب تمکن فی الارض، بحالیٔ خلافت یا پوری اسلامی دنیا میں اقامتِ دین ہو۔ حکمت عملی اور طریق کار میں یہی وہ اس وقت سقم ہے جو نفاذِ اسلام کی کوششوں کو بار آور نہیں ہونے دے رہا۔ کوششیں بڑی دھوم دھام سے ہوتی ہیں۔ کئی دفعہ تو معلوم ہوتا ہے کہ اب بات بنی کہ بنی لیکن نتیجہ ہمیشہ صفر نہیں تو اس کے لگ بھگ۔ اصلاحی جماعتوں کی یہی وہ بنیادی کج فہمی ہے جس کا ازالہ امت کو درپیش اور مسائل کے ساتھ ساتھ اَز بس ضروری ہے۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ چونکہ اس وقت ہمارے جملہ مسائل کا حل بحالیٔ خلافت میں ہی ہے، لہٰذا اصلاح احوالِ امت میں مصروف ہر فرد، جماعت اور ملک کو اس ''ایک'' کام میں لگ جانا چاہئے۔

بدعنوانی کا سرچشمہ: سیکولر جمہوریت

......ڈاکٹر ساجد خاکوانی

اللہ تعالی نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا کہ (ترجمہ) ’’اورتم لوگ نہ تو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناروا طریقے سے کھاؤ اور نہ ہی حاکموں کو اس غرض کے لئے پیش کرو کہ تمہیں دوسروں کے مال کا کوئی حصہ قصداً ظالمانہ طریقے سے کھانے کا موقع مل جائے۔‘‘

آپ ﷺ نے ایک بار فرمایا کہ **”لا ایمان لمن لا امانة له“** ترجمہ ’’جس شخص میں ایمانداری نہیں اس میں ایمان نہیں‘‘۔آپ ﷺ کے ایک خطبے کا اقتباس ہے کہ ’’جوکوئی بھی ناجائز ذرائع سے مال کمائے گا اوراس میں سے خرچ کرے گا تو اسے برکت نہیں دی جائے گی‘اگراس میں سے خیرات کرے گا تو قبول نہیں ہوگی اوراس میں سے جو بچ جائے گا وہ جہنم کی طرف اس کا توشہ سفر ہوگا‘‘۔ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ’’جس کسی کو اللہ تعالی نے رعیت کی (کوئی) ذمہ داری سونپی اور وہ اس حال میں مرا کہ خیانت کرنے والا ہوا تو اللہ تعالی نے اس پر جنت حرام قرار دی ہے‘‘۔

بدعنوانی کی متعدد اقسام ہوسکتی ہیں اوران تمام تر اقسام کا سرچشمہ سیکولر جمہوریت کا سیاسی نظام ہے۔انسانی جمہور کبھی بھی حق پر نہیں ہوسکتا کیونکہ اللہ تعالی نے بحثیت مجموعی انسانوں کے بارے میں کہہ دیا ہے کہ **” ان الانسان لفی خسر “**ترجمہ:’’بے شک تمام انسان نقصان میں ہیں۔‘‘ظاہر ہے اس نقصان سے بچنے والے اقلیت میں ہوں گے ۔قرآن مجید نے کل انسانی تاریخ کی کچھ اقوام کا ذکر کیا ہے جن میں اللہ تعالی نے خود چنیدہ و

برگزیدہ ہستیاں مبعوث کیں' یہ انبیاء علیہم السلام تھے جن پر فرشتہ جبریل علیہم السلام اللہ تعالی کی طرف سے وحی لے کر اترتا ہے' اللہ تعالی نے ان اعلیٰ ترین ہستیوں کو بطور مثال کے پیش کیا ہے۔اگر انبیاء علیہم السلام تشریف نہ لاتے تو جنگل کا بادشاہ انسان ہوتا۔ان تمام مقدسات واحترامات کے باوجود اگر یہ انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی اقوام میں انتخابات لڑتے تو ناکام ہوجاتے۔ان حالات میں جبکہ کتاب اللہ اور انبیاء علیہم السلام کو سیکولر جمہوریت کا یہ نظام مسترد کر رہا ہے تو یہاں سے دیانتداری' ایمانداری' امانت ودیانت اور شرافت وتقوی اور قرب الٰہی ونجات دارین کیونکر ممکن ہے؟

سیکولر جمہوری نظام کل بدعنوانیوں اور بددیانتیوں کی جنم بھومی ہے۔یہ نام نہاد جمہوریت دراصل سرمایہ دارانہ نظام کا معاون ایک سیاسی نظم ہے جس سے سرمایہ داروں کو ہی ہمیشہ فائدہ ہوسکتا ہے۔اب یہ ایک تاریخی سبق بن چکا ہے' عوام اس نظام سے کبھی بھی آسودہ' خوشحال اور بہرہ مند نہیں ہوسکتے۔ایک ایسا شخص جس کی ترجیحات میں اللہ تعالی اور اس کا رسول ﷺ اور فلاح انسانیت آخری درجے تک بھی کہیں موجود نہیں ہیں اور سونے اور چاندی کے ڈھیروں میں درہم و دینار کے بل بوتے پر ایوانِ اقتدار میں پہنچتا ہے تو کیا دیانتداری' امانت ودیانت اور شرافت وتقوی کی بنیاد پر وہ اپنے انتخابی اخراجات پورے کر سکتا ہے؟ یہی سرمایہ دارانہ نظام اس کو چور راستے دکھاتا ہے کہ وہ اپنے گزشتہ انتخابات کے اخراجات بھی پورے کرے' اپنا منافع بھی اکٹھا کرے اور آنے والے انتخابی معرکے کے لیے بھی اپنا خزانہ بھر رکھے۔یہ منزل اسے سوائے بددیانتی وبدعنوانی کے کبھی بھی نہیں مل سکتی۔اس کی آئندہ کامیابی کے لیے لازمی ہے کہ اس کی عوام اس سے خوش رہے' پھر اگر وہ اپنے انتخابی حلقے میں ناجائز وظلم پر مبنی مقدمے والوں کا ساتھ نہیں دے گا' لوگوں کی غلط فرمائشیں پوری نہیں کرے گا' دھونس' دھاندلی' بے ایمانی اور سفارش اور رشوت سے لوگوں کی نوکریاں

نہیں لگوائے گا' اپنے مخالفین پر جھوٹے الزامات لگا کر سر عام ان کی پگڑیاں نہیں اچھالے گا اور اخبارات و دیگر ذرائع مواصلات کو بڑی بڑی رقوم کھلا کر اپنے حق میں جھوٹی خبریں نہیں لگوائے گا تو کیسے ممکن ہے کہ وہ اگلے انتخابات میں کامیاب ہو؟ سیکولر جمہوری نظام صرف بدعنوای کی ہی پرورش کر سکتا ہے۔ وہ لوگ احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں جنہیں اس سیکولر جمہوری سیاسی نظام سے کسی اچھی' محبّ وطن اور دیانتدار قیادت کی توقع ہے۔ یہ نظام امیروں کے شوق سیاست کو پورا کرنے کے باعث بدعنوانی و بددیانتی کے راستے دولت کے انبار لگانے کے لیے غریب پر ناجائز لگان لگا لگا کر غریب کو غریب تر اور امیر کو امیر تر کرنے کا باعث ہے۔ کیونکہ بنیادی طور پر یہ سرمایہ دارانہ نظام کا حصہ ہے۔

سیکولر جمہوری نظام سے جنم لینے والی بدعنوانی صرف اسی نظام تک ہی نہیں رہتی بلکہ ریاست کے تمام اداروں کو اپنی بدترین لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ اپنے پیٹ کا دوزخ بھرنے کے لیے اور اگلے بڑے انتخابات میں اپنی کامیابی' چھوٹے انتخابات میں اپنے بیٹوں کی کامیابی اور مقامی انتخابات میں اپنے بھانجوں' بھتیجوں اور دامادوں کی کامیابی کے لیے وہ بہت بڑے پیمانے پر ریاستی اداروں اور ان کے اہل کاروں کو خریدتا ہے' کیونکہ اس کے بغیر اس کی بدعنوانی کی پردہ پوشی اور اگلی کامیابیاں ممکن نہیں' چنانچہ ان مکروہ مقاصد کے حصول کے لیے وہ اپنے بڑوں کی آشیرباد سے چھوٹے سے بڑے تمام اہلکاروں کی قیمت لگاتا ہے' اداروں کو خریدتا ہے' انہیں اپنے مذموم مقاصد کے لئے استعمال کرتا ہے' ریاست کی اخلاقی' نظریاتی' دفاعی اور تعلیمی و انتظامی بنیادیں کھوکھلی کرتا چلا جاتا ہے اور بدعنوانی کی بنیادوں پر ملک و ملت کو الو بنا کر اپنا الو سیدھا کرتا چلا جاتا ہے۔

بدعنوانی روکنے کے لئے شرق و غرب سے صدائیں بلند ہوتی ہیں کہ نظام بدل دیا جائے۔ جتنے بھی نظام بدلے جائیں گے بدعنوانی ختم نہیں ہو سکے گی۔ سیکولر جمہوری

نظام کی بے ہودہ وفرسودہ ونالائق قیادت کوخلافت جیسے نظام کے سر بھی بٹھا دیا جائے تو یہ قیادت اس جیسے ادارے کو بھی آلودہ کردے گی۔ڈگڈگی بجا کر تماش بینوں کو اکٹھا کر لینے والے مداری قیادت کے کبھی اہل نہیں ہو سکتے۔قرآن مجید اور سنت رسول اللہ ﷺ نے قیادت کے بہترین اصول و اوصاف بتا دیے ہیں۔امام الماوردی نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''الاحکام السلطانیہ'' میں ان اصول ہائے جہانبانی کو بڑی ترتیب و تفصیل سے بیان کیا ہے۔

اسلام نے خلافت راشدہ کے نام سے انتہائی دیانتدارانہ نظام آسمان سے اتار کر بطور تحفہ انسانیت کو مرحمت کیا ہے اور اس زمین کے سینے پر اس نظام کو بڑی کامیابی سے آزمایا بھی جا چکا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ ماضی کی نسبت آج اس نظام کی پہلے سے زیادہ ضرورت ہے۔دنیائے انسانیت گزشتہ تین سو سالوں سے جمہوریت کے اثرات بد کو بھگت رہی ہے' دو بڑی جنگوں کے بعد کچھ عبرت آئی بھی تو وہ انگلی پر گنے چنے چند ممالک کی سرحدوں تک محدود ہو کر رہ گئی۔ان ملکوں نے اپنی تمام لغویات تو برآمد کیں لیکن اچھائیوں کی باقی دنیا کو ہوا بھی نہیں لگنے دی' جبکہ باقی پوری دنیا کو سیکولر جمہوریت نے بدعنوانی کی ناک تک ڈبو رکھا ہے۔جس جس ملک میں یہ سیکولر جمہوریت پہنچی وہاں آکاس بیل کی مانند بدعنوانی و بددیانتی بھی گھٹنوں گھٹنوں پہنچ گئی۔بدعنوانی کے عالمی دن کے موقع پر انسانیت کو اس سیکولر مغربی تہذیب کے بدبودار نظام سیاست سے رجوع کر کے اسلام کے نظامِ خلافت کی طرف لوٹنا ہوگا۔اس آفاقی نظام نے اقتدار کو امانت کا تصور دیا ہے۔حاکم وقت کو مقتدرِ اعلیٰ کے سامنے جوابدہ بنایا ہے' عوام کو رعیت کی حیثیت دی ہے' حکومت کو عہدے کی بجائے ذمہ داری کا پہناوا پہنایا ہے اور اختیارات کو استحصال کا ذریعہ بنانے کی بجائے استحسان کا درس دیا ہے۔وہ وقت قریب آن لگا ہے جب جنیوا کے حقوق انسانی کے اعلامیے گوانتاناموبے کے اذیت خانوں کی تہ میں دفن ہو جائیں گے اور محسن انسانیت ﷺ کا آخری خطبہ اس دنیا پر امانت و دیانت کا ضامن ہوگا۔

ہماری دعوت کیا ہونی چاہیے

......بریگیڈیئر (ر) حنیف صاحب

1-   ہم نے 14 اگست 1947 کو اپنا وطن پاکستان حاصل کیا۔ ہمارے آئین یا دستور کے آرٹیکل نمبر 1 میں وطن کا نام اور اس میں شامل علاقوں کا بتایا گیا ہے۔ آرٹیکل نمبر 2 میں ہے کہ اسلام سٹیٹ کا مذہب ہوگا۔ (دین نہیں کیونکہ Religion کا ترجمہ مذہب ہے) آرٹیکل نمبر 2A میں قراردادِ مقاصد کو آئین کا حصہ بنایا گیا ہے۔ یہ آرٹیکلز ملک پاکستان کے بنیادی خدوخال ظاہر کرتے ہیں۔ یعنی Idealogy & Territories آیئے اس کا ذرا گہرا مطالعہ کریں۔

2-   قراردادمقاصد کا افتتاحی جملہ ہے: "Whereas sovereignty over the entire universe belongs to Allah Almighty alone" اس کا مفہوم اللہ تعالیٰ کے کلام قرآن حکیم سے لیا گیا ہے۔ مثلاً سورۃ یٰسین کی آخری آیت ''پس پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہے مکمل اقتدار ہر چیز کا اور اسی کی طرف تم پلٹائے جانے والے ہو'' یا سورۃ المومنون کی آیت 88 ''اور ان سے پوچھو کون ہے وہ جس کے ہاتھ میں ہے اقتدار ہر چیز کا اور وہ پناہ دیتا ہے اور کوئی پناہ نہیں دے سکتا اس کے مقابلے میں اگر تم جانتے ہو'' یہ کسی بھی مسلم کے لئے حق قول ہے۔

3-   اس جملے کے دوسرے الفاظ ہیں: "and the authority which He has delegated to the State of Pakistan, through its people for being exercised within the limits

prescribed by Him is a sacred trust"

ترجمہ: اور جو اتھارٹی اللہ نے پاکستان کے لوگوں کے ذریعے پاکستان کی سٹیٹ کو دی ہے۔وہ اللہ کی قائم کی گئی حدود کے اندر استعمال کریں کیونکہ وہ ایک مقدس امانت ہے۔

ان الفاظ میں آئین بنانے والی اسمبلی نے اللہ پر جھوٹ بولا ہے۔ کیونکہ اللہ صرف اپنے ان بندوں کو اقتدار یا حکم دینے کا اختیار دیتا ہے جو صاحب ایمان ہیں اور عمل صالح کرتے ہیں (سورۂ نور: 55) اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ان دیئے گئے الفاظ میں ''پاکستان کے لوگوں'' کا **Pharase** استعمال کیا گیا ہے جو یہ شرط پوری نہیں کرتے کہ وہ صاحب ایمان اور عمل صالح کرنے والے ہیں کیونکہ ان میں مسلمان' ہندو' سکھ' عیسائی' پارسی' بدھ وغیرہ سب شامل ہیں۔ اسمبلی کا اللہ تعالیٰ کی لگائی ہوئی مقدس حدود کو توڑنے کی وجہ سے دو قومی نظریے کی بنیاد پر ملک لینے والی قوم اپنے صحیح رستے کو چھوڑ کر غلط رستے پر چل پڑی اور اب تک چل رہی ہے۔

4- دو قومی نظریہ کی بنیاد سورۃ العصر پر ہے جس کا ترجمہ ہے۔''قسم ہے زمانے کی یقیناً انسان خسارے میں ہے۔سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور کرتے رہے نیک عمل اور نصیحت کرتے رہے ایک دوسرے کو حق کی اور تلقین کرتے رہے ایک دوسرے کو صبر کی'' یہ سورت انسانوں کو دو فرقوں میں تقسیم کر دیتی ہے ایک مسلمین جن کی چار صفتوں پر زور دیا گیا ہے اور دوسری غیر مسلمین کی ہے۔ مسلمین کی تخلیق اور زندگی کا مقصد لوگوں کو لوگوں کی غلامی سے نکال کر اللہ اور اس کے رسول کے اطاعت گزار بنا کر دوسری دائمی زندگی میں کامیابی سے ہمکنار کرنا ہے۔ دوسرے جو ابلیسی شعور پر چل رہے ہیں۔ان کا مقصد ''لوگوں'' کو اللہ کی اطاعت سے نکال کر دنیاوی مادی زندگی کے سبز باغ دکھا کر قومی سطح پر ''لوگوں'' کو ''لوگوں'' کا غلام بنا کر آخرت سے گمراہ کرنا ہے اور جو اقوام متحدہ کے زیر اقتدار آج دنیا میں غالب ہے اور **Universal**

Declaration of Human Rights کے آرٹیکل 21 کے تحت اس قانون پر عمل کرتا ہے۔ "The will of the people share be the basis of the authority of government" (لوگوں کی خواہشات گورنمنٹ کی اتھارٹی کی بنیاد ہوگی۔) اس کے برعکس اللہ کا حکم ہے کہ پیروی لوگوں کی خواہشات کی نہیں بلکہ اللہ کے احکامات کی ہوگی۔ مثلاً۔

''پھر اگر وہ آپ کا ارشاد قبول نہ کریں تو آپ جان لیں (کہ ان کے لیے کوئی حجت باقی نہیں رہی) وہ محض اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں' اور اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی جانب سے ہدایت کو چھوڑ کر اپنی خواہش کی پیروی کرے۔ بے شک اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں فرماتا o'' (سورۃ القصص:50)

''اور اگر حق (تعالیٰ) ان کی خواہشات کی پیروی کرتا تو (سارے) آسمان اور زمین اور جو (مخلوقات و موجودات) ان میں ہیں سب تباہ و برباد ہو جاتے بلکہ ہم ان کے پاس وہ (قرآن) لائے ہیں جس میں ان کی عزت و شرف (اور ناموری کا راز) ہے سو وہ اپنی عزت ہی سے منہ پھیر رہے ہیں o'' (سورۃ المومنوں:71)

''اور (اے حبیب! ہم نے یہ حکم کیا ہے کہ) آپ ان کے درمیان اس (فرمان) کے مطابق فیصلہ فرمائیں جو اللہ نے نازل فرمایا ہے اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں اور آپ ان سے بچتے رہیں کہیں وہ آپ کو ان بعض (احکام) سے جو اللہ نے آپ کی طرف نازل فرمائے ہیں پھیر (نہ) دیں' پھر اگر وہ (آپ کے فیصلہ سے) روگردانی کریں تو آپ جان لیں کہ بس اللہ ان کے بعض گناہوں کے باعث انہیں سزا دینا چاہتا ہے اور لوگوں میں سے اکثر نافرمان (ہوتے) ہیں o (سورۃ المائدہ:49)

-5 اپنی موجودہ حالت تو آپ نے دیکھ لی آیئے اب دیکھیں کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔

کیونکہ قرآن پاک (سورۃ المائدہ: 44,45,47) میں کہا گیا ہے کہ جو ما انزل اللہ کے مطابق فیصلے نہیں کرتا وہ کافر ہے یا ظالم ہے یا فاسق ہے۔ہم پاکستانی مسلمان جنہوں نے کلمہ شہادت پڑھا ہوا ہے اور اللہ سے وعدہ کیا ہے جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے اس کے خلاف فیصلے کر کے یا قبول کر کے کافر' ظالم یا فاسق کے زمرے میں نہیں آئیں گے۔اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم سب مسلمانوں کو اپنی یہ پوزیشن سمجھائیں اور اسے ٹھیک کرنے کی کوشش کریں۔جس طرح ابتداء اسلام میں قرآن کے مخاطب جو لوگ تھے وہ مشرک تھے تو آج ہم بھی اگر مشرک نہیں تو کسی نہ کسی انداز سے شرک میں پڑے ہیں۔اور اس کی نوعیت عرب کے مشرکین سے بہت مختلف نہیں۔خواہ یہ اعتقاد کا شرک ہو' پرستش کا شرک ہو یا حاکمیت (حکم و قانون) کا شرک۔ ہماری سب سے پہلی ضرورت یہ ہے کہ اس پوزیشن کو خود سمجھیں اور دوسروں کو سمجھائیں۔

6- شرک کو واضح ہونے کے بعد ہمیں اقتدار کا جواز رکھنے کا مسئلہ آشکار ہونا چاہیے کہ کلمہ شہادت پر ایمان لانے کے بعد ہم اپنے آپ کو اس بات پر پابند کر لیتے ہیں کہ اپنے ہر چھوٹے بڑے تنازعہ کا فیصلہ اللہ کی شریعت سے کروائیں ورنہ دعوائے ایمان کالعدم ہو جائے گا اور اللہ کے آئین' قانون' حکم اور فیصلہ کے علاوہ کسی اور اتھارٹی کے آئین اور قانون کے تحت فیصلہ ماننے پر ہمارے ایمان کے دعویٰ کی حقیقت اللہ تعالیٰ کو قبول نہیں ہوگی۔ہم چونکہ جمہوری میعار اپنا چکے ہیں۔جس کی رو سے حکومت اور اقتدار کی نوعیت کا فیصلہ کرنے والے عوام کے نمائندے ہیں نہ کہ اللہ جو بلا شرکت غیر مالک ومختار ہے۔اس کا آئین قرآن وسنت ہے یا اس سے ماخوذ کیا ہوا اصول' حکم یا قانون۔

7- جب تک ہم ایک جماعت بنا کر اس دعوت کو عام نہیں کرتے اس وقت تک ہم اپنی دعوت اسلام میں درست نہیں۔

ہماری دیگر تصانیف

نام کتاب	مصنف	قیمت
کتاب خلافت (پہلا ایڈیشن)	چودھری رحمت علی	50 روپے
کتاب خلافت (دوسرا ایڈیشن)	چودھری رحمت علی	250 روپے
جواز خلافت (اسلام انسانیت کا دین ہے)	چودھری رحمت علی	50 روپے
خلافت ہمارے جملہ مسائل کا حل (کتابی شکل)	چودھری رحمت علی	50 روپے
اسلام پر کیا گزری؟	چودھری رحمت علی	15 روپے
شہادت علی الناس۔ ہمارا فرضِ منصبی	چودھری رحمت علی	20 روپے
خلافت راشدہ	پروفیسر عبدالجبار شاکر	15 روپے
عصرِ حاضر کے مسلمان اور اسلام	چودھری رحمت علی	20 روپے
قرار دِ مقاصد میں وائرس	مہندس محمد اکرم خان سوری	125 روپے
انسانیت کا دین؟ جمہوریت یا خلافت	ڈاکٹر نجم الدین	50 روپے
الہ العالمین اور انسان	ڈاکٹر نجم الدین	250 روپے

نوٹ:۔ پورا سیٹ -/800 روپے میں مہیا کر دیا جائے گا۔ ڈاک خرچہ بذمہ ادارہ

"سبق پھر پڑھ" کی جلدیں

جلد پنجم	جنوری 2005 تا دسمبر 2006
جلد ششم	جنوری 2007 تا دسمبر 2008
جلد ہفتم	جنوری 2009 تا دسمبر 2010
جلد ہشتم	جنوری 2011 تا دسمبر 2012
جلد نہم	جنوری 2013 تا دسمبر 2014
جلد دہم	جنوری 2015 تا دسمبر 2016

قیمت فی جلد -/250 روپے
ڈاک خرچ بذمہ ادارہ

ملنے کا پتہ: دارُالسلام واپڈا ٹاؤن، لاہور۔ فون 8425428 - 0300

ریاستِ مدینہ

حکومتِ وقت کی آج ریاستِ مدینہ کی طرز کی ریاست مسلمانانِ پاکستان بلکہ مسلمانانِ عالم کیلئے ایسی خوش کن صدائے سکون ہے کہ جس کی ٹھنڈک فرشتے بھی محسوس کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اسی خواہش کو وہ روح بھی محسوس کرتے ہونگے جو اللہ کے ہاں چلے گئے اس لیے کہ پاکستان کا وجود ہی اس غرض کیلئے معرضِ وجود میں آیا تھا۔ دعویٰ یہ کیا گیا تھا کہ ایک ایسی اسلامی ریاست کو معرضِ وجود میں لایا جائے گا جو قرآن وسنت کے کام کو بطور نمونہ کا پتہ دے گی۔

شاید یہ حقیقت ہمارے ذہن میں نہیں سماتی کہ ایسی ریاست صرف ایک ہی صورت میں وجود پذیر ہوسکتی ہے کہ انسان ساختہ آئین جو ہمارے ہاں اس وقت ہے کی بجائے قرآن وسنت کو آئینِ مملکت بنایا جائے۔ دورِ نبوت میں بھی مدینہ میں ایسی ریاست کبھی معرضِ وجود میں نہ آتی اگر 73ء کی طرح کا انسان ساختہ آئین بروئے کار لایا جاتا۔ دراصل مدینہ طرز کی ریاست کا نام لینے سے پہلے یہ اعلان ہونا چاہیے تھا کہ ہمارے ہاں مملکتِ عزیز میں قرآن وسنت بلکہ قرآن ہی آئینِ مملکت ہوگا کیونکہ قرآن میں خود سنت شامل ہے۔ اور تو اور محمد علی جناحؒ سے جب آئینِ پاکستان کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ہمارے ہاں آئین چودہ سو سال پہلے کا یعنی قرآنِ مجید ہے۔ سخت غلطی پر ہے وہ جو ہمارے ہاں موجودہ یعنی اللہ ساختہ آئین کی بجائے انسان ساختہ آئین سے مدینہ کی سی ریاست قائم کرنے کی امید رکھے۔ قرآن وسنت کو آئینِ مملکت بنائے بغیر تا قیامت ایسا نہیں ہوسکتا۔ یہ سو بات کی ایک بات ہے۔ قرآن وسنت کو آئینِ مملکت بنائے بغیر مدینہ کی سی ریاست کو معرضِ وجود میں لانے کی خواہش ایسے ہی ہے جیسے کہ وضو کیے بغیر نماز کا ادا کرنا۔

الداعی الی الخیر:
تحریکِ عظمتِ اسلام دارالسلام، واپڈا ٹاؤن، لاہور
فون: 0300-8425428, 0321-4114584